1 ماضی میں دستکاری

آیئے ہم اس بات سے ابتدا کرتے ہیں کہ ایک دستکار اپنے معاشرے میں مختلف طرح کے کردار ادا کرتا ہے۔ مثلاً وہ ایک ڈیزائنر، ایک معاون، تخلیق کار اور ایک نت نئے تجربات کرنے والا شخص ہی نہیں بلکہ وہ ان اشیا کا بنانے والا اور بیچنے والا بھی ہوتا ہے اس لیے دستکار محض کسی چیز کے بنانے والے کو نہیں کہتے اور دستکاری کی کوئی شئے محض کوئی خوبصورت چیز نہیں ہوتی بلکہ یہ کسی خریدار کی مخصوص ضرورت کے پیش نظر کسی خاص کام کو انجام دینے کے لیے بنائی جاتی ہے۔

مثال کے طور پر ایک خریدار ایک دستکار سے کہتا ہے کہ اسے ایک ایسا پیالہ بنا کر دیا جائے جسے وہ بآسانی پکڑ سکے اور گرم چیز پی جا سکے۔ اس صورت میں دستکار جو ایک (Ceramicist) ہے وہ ایک ایسا پیالہ بنائے گا جسے بآسانی پکڑا جا سکے اور جو نہ زیادہ بڑی ہو اور نہ ہی وزنی۔

اس مثال میں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ خریدار نے دستکار سے اپنی ایک الجھن کا حل مانگا کہ اسے گرم مشروب کے لیے ایک پیالہ بنا کر دے جس کا حل دستکار نے پیالہ میں دستہ لگا کر دیا۔ اس صورت میں ڈیزائننگ کے اجزا میں دستہ، پیالے کی شکل، اس کا وزن اور ایک مناسب سائز شامل ہیں تا کہ اسے بآسانی استعمال کیا جا سکے۔ اگر دیکھنے میں بھی یہ پیالہ خوبصورت لگے تو یہ ایک اضافی فائدہ ہوگا اور ہم کہیں گے کہ دستکار نے ایک ایسا پیالہ بنایا ہے جو جمالیاتی طور پر بھی خوش کرنے والا ہے۔ قابل توجہ بات پیالی پر لگے نقش و نگار نہیں بلکہ دستکار کا ہنر ہے کہ اس نے کس خوبصورتی سے خریدار کے مسئلے کا ایک مناسب حل تلاش کیا ہے۔

خریدار اور دستکار کے مابین تعلق

اس ضمن میں تین باتوں کی طرف خاص توجہ دینی ہوگی (i) خریدار اور اس کی ضرورتیں (ii) مسئلہ کی نوعیت

© NCERT not to be republished

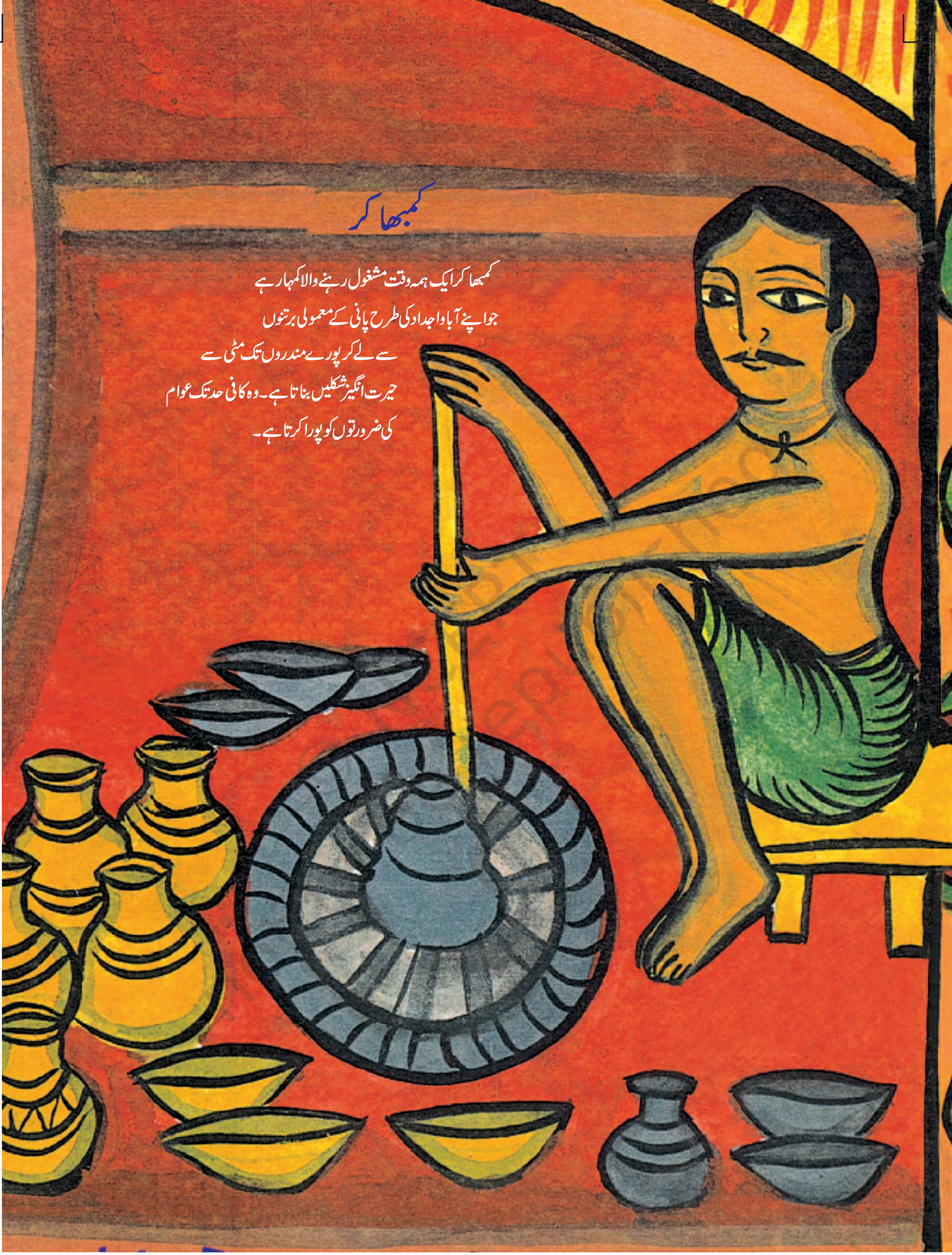

کمبھاکر

کمبھاکر ایک ہمہ وقت مشغول رہنے والا کمہار ہے جو اپنے آباواجداد کی طرح پانی کے معمولی برتنوں سے لے کر پورے مندروں تک مٹی سے حیرت انگیز شکلیں بناتا ہے۔ وہ کافی حد تک عوام کی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے۔

موسم کی موزونیت کے اعتبار سے غریبوں اور امیروں کے گھر بنائے، جنھوں نے عبادت خانوں کی تعمیر کی، پکانے کے برتن بنائے۔ گھروں میں استعمال کی اشیا بنائیں مختلف مواقع اور بدلتے موسموں کے لحاظ سے کپڑے بنائے اور ہر طرح کے زیورات بنائے۔

مسائل کے حل کے لیے دستکاری:

جب آپ دستکاری کی کسی شے کو دیکھیں تو غور کریں کہ اس میں دستکار نے کون سے مسئلہ کا حل پیش کیا ہے اور خریدار کی کیا مانگ رہی ہوگی۔ آپ کو یاد ہوگا کہ درسی کتاب یعنی 'ہندوستانی دستکاری روایت–وراثتی دستکاری میں عملی مطالعہ اور ان کا استعمال' کے پہلے باب گھر پر دستکاری (Crafts at Home) میں چارلس ایمس نے کس طرح ایک لوٹے کے ڈیزائن کی مختلف جہات پر خاطر خواہ روشنی ڈالی ہے۔

زندہ پل

میگھالیہ میں ایسے ایک خاص مسئلہ کا حل تلاش کیا گیا جہاں سال بھر موسم گرم اور رطوبت آمیز رہتا ہے اور جہاں چیراپونجی روئے زمین پہ سب سے زیادہ بارش والا علاقہ رہا ہے۔ انھیں ندیوں اور جھرنوں کے اوپر ایسے پلوں کی ضرورت تھی جس پر سے لوگ اپنے سامان اور جانوروں کے ساتھ گزر سکیں۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے دنیا بھر میں پل لکڑی یا اسٹیل سے اور پتھر اور سیمنٹ سے بنائے جاتے ہیں۔ میگھالیہ میں وہ لکڑی کا استعمال نہیں کر سکتے تھے کیوں کہ یہ گل جائیں گی اور نہ کسی دھات وغیرہ کا استعمال کر سکتے تھے کہ اس میں زنگ لگ جانے کا اندیشہ ہے۔ الجھن یہ تھی کہ کیسے تیز بہتی ندیوں کے اوپر مضبوط پل بنائے جائیں جو نہ ہی لکڑی کے ہوں اور نہ دھات؟

انھوں نے اس کے لیے دیسی نوعیت ایک شاندار اور فائدہ مند روایتی حل نکالا۔ انھوں نے معلوم کیا کہ کیسے (Ficus Elastica) درخت کی لٹکی یا جھولتی ہوئی جڑوں کو ندیوں کے اوپر ایک زندہ پل کے طور پر استعمال کیا جائے تاکہ مرطوب برساتی آب و ہوا میں یہ خراب نہ ہو۔ کئی سالوں تک انھوں نے اپنی کوشش جاری رکھی اور ندی کے دونوں طرف درخت کی جھولتی ہوئی جڑوں کو باندھ دیا گیا کو لے گئے۔ پھر انھوں نے جھولا نما پل کے اوپر پتھر رکھے تاکہ ایک پکا راستہ بن سکے۔ جڑوں سے بنے یہ زندہ پل سالوں چلتے ہیں جس میں نہ لکڑیوں کا استعمال ہوتا ہے اور نا ہی دھاتوں کا۔

جب ہم کہتے ہیں کہ ہندوستان میں دستکاری کی ایک لمبی اور قدیم روایت رہی ہے تو اس کا مطلب یہ کہ ہمارے یہاں ہمیشہ نت نئے تجربات کرنے والے لوگ رہے ہیں جنھوں نے مسائل کو حل کرنے کے نئے طریقے ایجاد کیے۔

کئی صدیوں سے دستکاری اور ہندوستان کے دستکار عوامی اور قدیم روایات اور تاریخی اختلاط کا حصہ رہے ہیں۔ عمومی استعمال کی یہ چیزیں جو نہ محض زراعت سے جڑے عوام کے لیے بلکہ شہری اعلیٰ طبقہ کے لیے بھی تھیں، قطعی طور پر ہاتھ سے بنائی جاتی تھیں۔ اس طرح سے دستکاری ہندوستان کے ثقافتی ورثہ میں شامل ہے۔ حالانکہ

© NCERT not to be republished

جس کا حل تلاش کرنا ہے اور (iii) دستکار جو اپنے ہنر اور نئے تجربات کے ذریعہ اس مسئلے کا حل تلاش کر سکے۔ کسی شئے کے مناسب اور معقول بننے میں خریدار اور دستکار کے مابین باہمی گفت وشنید انتہائی اہم ہے۔ خریدار ہمہ وقت دستکار کو ایک نئی اور خوش نما چیز بنانے کی ترغیب دیتا ہے۔ دوسری جانب دستکار کے لیے ضروری ہے کہ خریدار کی مانگ کو سمجھے اگر خریدار ہر سال دیوالی کے موقع پر ایک سو دِیے یا چراغ بنانے کا آرڈر دے تو یہ ایک معمول کا آرڈر ہے۔ ہاں اگر خریدار یہ کہے کہ اسے اس کے بدلے ایک ہی اسٹینڈ پر لگے سو چراغ چاہئیں تو کمہار کو غور کرنا ہوگا کہ وہ کیسے ایک ایسا اسٹینڈ بنائے جس پر سو چراغ رکھے جا سکیں، اسے آسانی سے ادھر ادھر لے جایا جا سکے اور اس میں تیل وغیرہ ڈالا جا سکے۔ اس لیے خریدار اور دستکار کا باہمی تعلق بہت اہم ہے۔ ایک دستکار کے پاس بہت سے اہم ہنر ہوتے ہیں جن کے ذریعہ وہ مسئلے کا حل تلاش کرتا ہے اور اشیا کو ڈیزائن کرتا ہے، نئی چیز ایجاد کرتا ہے، انھیں شکل وصورت دیتا ہے اور پھر انھیں فروخت کرتا ہے۔ ایسے افراد کی دنیا کے تمام ممالک کو ضرورت ہے جو ہنرمند ہوں اور روزمرہ کے مسائل کا آسان اور مناسب حل نکال سکیں۔ ہر سماج میں خواہ وہ قدیم ہو یا جدید ایسے دستکاروں کی ضرورت جو مختلف ساز وسامان سے چیزیں بنا سکیں اور ایسی برداریوں کی بھی ضرورت ہے جو بدلتی ضرورت کے مطابق نئی اشیا کی ڈیزائنگ کر سکیں اور انھیں شکل وصورت دے کر تیار کر سکیں۔ مثلاً کچھ (Kutch) میں زیادہ مقدار میں دور دراز تک پانی لانے لے جانے کے ایک عام مسئلے کا حل اس طرح نکالا گیا کہ مٹکے ایک دوسرے میں پیوست ہو جاتے ہیں اور عورت کے سر پر اس طرح دھرے رہتے ہیں کہ اسے ہاتھ کے سہارے کی ضرورت نہیں رہتی۔ اسی طرح آج ہم کسی ایسے شخص کی لیاقت کی تحسین کرتے ہیں جس نے کمپیوٹر پر کوئی نئی اپلیکیشن ایجاد کی ہو یا ٹکنالوجی میں کوئی نئی بازیافت کی ہو۔

اس باب میں آپ دیکھیں گے کہ ہندوستان میں تحریری تاریخ کے ابتدائی دور سے ہی نئے نئے تجربات کرنے والے دستکاروں کا طبقہ ہمیشہ موجود رہا ہے۔ یہ مختلف علاقوں کے دستکار ہی تھے جنھوں نے

دستکاری اشیا کی پیداوار ان مہینوں میں خصوصی طور پر کی جاسکتی ہے جب زرعی سرگرمی کم ہورہی ہوتا کہ کنبہ کے لیے اضافی آمدنی کی صورت نکل سکے۔ اپنے گھریلو کام کاج سے فارغ ہوکر خالی اوقات میں کئی عورتیں دستکاری کرتی ہیں۔ حال کے زمانہ میں ان لوگوں کی تعداد میں خاصا اضافہ ہوا ہے جو اپنے روایتی ہنر کی طرف متوجہ ہوئے ہیں اور جو ان کی معیشت کا واحد ذریعہ ہے۔ دوسری جانب کچھ لوگ دستکاری کے ذریعہ اپنی آمدنی میں اضافہ کرتے ہیں۔ ایک ہی شے کی پیداوار میں تسلسل اور تنوع (بازار کی ضرورت کے مطابق) کی ایک اہم وجہ یہی معاشی پہلو ہے۔

وادیٔ سندھ کی تہذیب (قبل مسیح 1500-3000) کا ظہور ایک ترقی یافتہ شہری ثقافت کی شکل میں ہو چکا تھا جو افغانستان سے لے کر گجرات تک پھیلی ہوئی تھی۔ یہاں آثار قدیمہ کے ماہرین نے مٹی کی تصویریں، مہریں، کم قیمتی پتھروں کی مالائیں، کپاس کے ملبوسات، تمام انواع و اقسام کے مٹی کے برتن کی دریافت کی ہیں جو کہ ترقی یافتہ دستکار تہذیب کی جانب اشارہ کرتا ہے۔ دستکاروں نے گھروں کے استعمال شدہ پانی کو باہر نکالنے کا ایک آسان حل مٹی کی نالیاں بنا کر کیا۔ بے کار پانی کو شہر سے نکالنے کے لیے گلیوں اور راستوں کے نیچے زیر زمین لیوں کا نظام کارآمد ثابت ہوا۔ معماروں اور بڑھیوں نے ہر گھر کے آنگن میں کنواں کھودا تاکہ شہر کے تمام افراد کو پانی فراہم کیا جاسکے۔ اس طرح پانچ ہزار سال قبل مخصوص شعبوں کے دستکاروں نے سماجی ضرورتوں اور مسائل کے معقول اور قابل عمل حل نکالے جس کے سبب لوگوں کی زندگی میں آسانیاں پیدا ہوئیں۔

100 قبل مسیح سے 600 عیسوی کے درمیان تحریر کردہ سنگم روایتوں میں ریشم اور کپاس سے کپڑے بُننے کا ذکر ہے۔ سماج میں بُنکر طبقے کی ایک خصوصی پہچان تھی۔ ان کے لیے علاحدہ گلیاں تھیں جن کے نام کاوگرودی یا اروول ودی تھے۔ چولا اور وجے نگر سلطنتوں (نویں تا بارھویں صدی کے دوران) یہی بُنکر مندر کے قرب و جوار میں رہتے تھے۔ وہ مورتیوں، پجاریوں اور آس پاس کے لوگوں کے لیے کپڑے بنتے۔ ان کپڑوں کو سمندر پار بھی فروخت کیا جاتا تھا۔

کپڑوں کی پیداوار تین خطوں تک مرکوز تھی مغربی ہندوستان، خاص طور پر گجرات، سندھ اور راجستھان، جنوبی ہندوستان خاص کر اس کا ساحلی علاقہ اور مشرقی ہندوستان جس میں بنگال، اڈیشہ اور گنگا کا میدانی علاقہ شامل ہے۔ ان میں سے ہر ایک علاقے میں الگ الگ قسم کے کپڑے اور ان پر الگ الگ نوعیت کے نقش و نگار بنائے

© NCERT not to be republished

ذات پات کے نظام کی وجہ سے دستکار حاشیے پر رہے مگر ان کا ہنر مذہبی اور ثقافتی ضرورتوں کے پیش نظر پروان چڑھا ساتھ ہی علاقائی، قومی اور بین الاقوامی تجارت سے بھی اسے فروغ ملا۔

— جیا جیٹلی

وشوکرماز چلڈرن

دستکاری کی مہارت

دنیا کے دوسرے ممالک کی طرح ہندوستان میں بھی دستکار ایک خاص سماجی طبقے کی شکل میں تبھی سامنے آئے جب لوگوں نے ایک جگہ سکونت اختیار کرنا اور کھیتی باڑی کرنا شروع کیا۔ اس طبقے کے بیشتر لوگ زمین کی کھدائی سے متعلق مختلف کاموں میں مشغول ہوئے جب کہ کچھ لوگوں نے دستکاری میں مہارت حاصل کی۔ کچھ لوگ اناج اور غلّہ وغیرہ رکھنے کے لیے گھاس پھوس یا مٹی سے برتن بناتے، کچھ لوگ چپل

جوتے بناتے، کچھ لوگ لوہے کا استعمال کر کے ہنسوا بناتے، جبکہ کچھ اور لوگ کپاس اور چھلے اور ریشوں سے نئے کپڑے بناتے۔

ہندوستان میں آج بھی آمدنی کا ایک اہم ذریعہ دستکاری ہے جس پر کئی طبقوں کی معیشت کا دار و مدار ہے۔ یہی دستکار علاقائی اور زرعی موسمی کلینڈر کے مطابق اپنی پیداوار کا پروگرام بناتے ہیں۔

not to be republished

دستکاری کی اشیا کی سماجی جہتیں

نوآبادیاتی عہد تک دستکاری کی اشیا کا بڑا حصہ محض قریب کے دیہی بازار کے لیے مخصوص تھا۔ دستکاری کی اشیا چھوٹے چھوٹے حصوں میں بنائی جاتی تھیں اور ان میں بہت کم سرمایہ لگتا تھا۔ چونکہ زیادہ تر معاملوں میں دستکاری کے انتخاب کا فیصلہ دستکار کے خاندانی پیشے پر مبنی ہوتا تھا، اس لیے فطری طور پر خاندان کام کے ایک یونٹ کے طور پر ابھرا اور خاندان کا سربراہ ماہر دستکار قرار پایا جو خاندان کے دیگر ارکان کو ضروری تربیت دیتا تھا۔

کوٹلیا کی ارتھ شاستر (جو تیسری صدی قبل مسیح میں لکھی گئی ہے) میں دستکاروں کی دو قسموں کے بیچ فرق کو واضح کیا گیا ہے۔ ایک قسم ماہر دستکاروں کی ہے جس کے ماتحت کئی دستکار اجرت پر ملازم ہوتے تھے اور صارف کے لیے اصل کام کرتے تھے۔ دوسرے وہ دستکار جو خود کفیل ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے کارخانوں میں خود کام کرتے تھے۔ دستکاروں کو معاوضہ یا تو نقدی کی صورت میں ملتا تھا یا پھر دوسرے متبادل کی صورت میں۔ تاہم ان علاقوں میں جہاں پیسہ رائج نہیں تھا وہاں معاوضہ خدمات یا متبادل مال کی صورت میں رائج رہا ہوگا۔ یہ ممکن ہے کہ 'ججمانی' نظام اسی خدمت کے تعلق سے وجود میں آیا۔

ججمانی نظام

ججمانی نظام ہندوستان کے مختلف علاقوں میں دستکاری کے شعبہ میں لین دین سے عبارت رہا ہے۔ یہ نظام

© NCERT not to be republished

جاتے تھے۔ اس بات کا بھی ثبوت ملتا ہے کہ ہندوستانی تاریخ کے مختلف ادوار میں الگ الگ طرح کے معاشی نظام اور دستکاری کی اشیا سے معیشت کا اعلیٰ نظام (Macro-System of Economy) وجود میں آیا۔

شرینیاں (طبقات) یا تجارتی تنظیمیں

رامائن، گپت عہد کے کئی ڈراموں اور تمل سنگم ادب میں تجارتی تنظیموں یا شرینیوں کا تفصیل کے ساتھ ذکر ملتا ہے۔ یہ جوہریوں، بنکروں، ہاتھی دانت کے ماہرین اور نمک بنانے والوں کی ایک پیشہ ورانہ تنظیم تھی جو ساتھ مل کر معیاری پیداوار، ایک معقول تجارتی طریقہ کار اور اجرت اور قیمتوں کو طے کرتی تھی۔ یہ کبھی کبھی امداد باہمی (Cooperative) کی شکل میں کام کرتے تھے اور اس صنعت وحرفت میں نو واردوں کے داخلہ کے لیے ضابطے اور معیار مقرر کرتے تھے۔

ہر تنظیم کا ایک سربراہ ہوتا تھا جس کے کئی معاون ہوتے تھے۔ سربراہ کا انتخاب بہت احتیاط سے کیا جاتا تھا۔ تنظیم کے ارکان کو اس بات کا اختیار تھا کہ اگر سربراہ غلطی کرے تو اسے نہ صرف ہٹایا جا سکے بلکہ اسے سزا بھی دی جا سکے۔

اس طرح کی شرینیاں ایک علاقے تک محدود نہیں تھیں بلکہ نگموں، سوداگروں اور دستکاروں کی یہ شرینیاں یکجا ہو کر ایک تنظیم بناتی تھیں جسے نگم یا پھر موجودہ عہد کے کامرس اور صنعت کے چیمبر کے مترادف کہا جا سکتا ہے۔ کچھ نگموں میں برآمدکاروں کا ایک طبقہ شامل تھا جو کسی شہر کی مخصوص اشیا کو دور دراز کے علاقوں میں زیادہ قیمت پر فروخت کرتے تھے۔ اس طرح شرینی ایک مضبوط اور پائیدار ادارہ تھا جسے نہ صرف اس کے ارکان بلکہ پورے سماج میں عزت واحترام کا مقام حاصل تھا۔ یہ تفصیل تاریخ میں درج ہے جو شمالی اور جنوبی ہند کی تحریروں میں محفوظ ہے۔

گذشتہ پانچ صدیوں کے دوران ان تنظیمی اداروں کو کافی مشکلات سے دوچار ہونا پڑا۔ سر جارج برڈوڈ کی 1880 کی ایک تحریر کے مطابق "برطانوی دورِ حکومت میں ...ہندوستان میں تجارتی تنظیموں کے اختیار میں یقیناً کمی واقع ہوئی جس سے ان دستکاری کی صنعتوں کو نقصان اٹھانا پڑا جس میں موروثی طریقوں اور ہنر کا خاص عمل دخل تھا۔"

آج ہندوستان میں دستکاروں کی کسی تنظیم کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ حکومت کے تعاون سے بنی ہوئی امداد باہمی کی انجمنوں کو دستکاروں کی تنظیم کا جدید روپ کہا جا سکتا ہے لیکن ان کی کامیابی اب تک محدود رہی ہے۔

© NCERT not to be republished

مغل سماج کے اعلیٰ طبقہ میں دستکاری کی نفیس اشیا کی بہت قدر تھی۔ بادشاہ، ان کا خاندان اور دربار سے منسلک اشرافیہ دستکاری کے خصوصی سرپرست تھے۔ مغلوں کے سرکاری کارخانوں میں کام کرنے والے دیسی دستکار مختلف اشیا بنانے میں جمالیاتی پہلو پر کافی توجہ دیتے تھے جس سے اس کی ترویج واشاعت ہوتی تھی۔

—جیا جیٹلی
'وشوکرماز چلڈرن'

ہندوستانی دستکاری کے خزینے

مختلف ساز وسامان سے تیار شدہ ماضی کی دستکاری کی اشیا کا آج کی اشیا سے موازانہ کرنا ایک دلچسپ عمل ہوگا۔ ماضی کے حیرت انگیز اور شاندار دستکاری کے نمونے دیکھنے کے لیے آپ ان میوزیموں میں جاسکتے ہیں جہاں انھیں محفوظ رکھا گیا ہے۔ آرٹ کے ان نمونوں، آثار اور یادگار کے شاہی خزینے ہندوستان بھر میں مختلف محلوں میں رکھے گئے ہیں جن سے آپ کو یہ معلوم ہو سکے گا کہ دستکاری کی روایت ہندوستان میں صدیوں سے رائج رہی ہے۔

ہندوستان میں گذشتہ 150 برسوں کے دوران 700 سے زائد میوزیم قائم کیے گئے ہیں، جن

© NCERT not to be republished

مختلف دستکار ذاتوں اور گاؤں کے عوام کے درمیان خدمت اور اشیا کے لین دین کا ایک باہمی طریقہ تھا۔ ذات پات کا نظام اعلیٰ ذات کو بعض مخصوص پیشوں کو اپنانے کی اجازت نہیں دیتا تھا۔ اس کے نتیجہ میں سرپرست یا ججمان پرَجن (مزدوروں، دستکاروں، حجاموں، دھوبیوں، موچیوں، خاکروب وغیرہ) پر منحصر تھا۔ دیہی/شہری معیشت کو ضروری اشیا اور خدمات کی فراہمی انھیں پرجنون سے ہوتی تھی۔ اس کے بدلہ میں ایک خاص اشیا کی شکل میں معاوضہ مقرر تھا۔ یہ معاوضہ جو کہ بغیر کرائے کی زمین، گھر بنانے کے لیے جگہ، ادھار لینے کی سہولت، کھانا اور حتیٰ کہ گوبر کی صورت میں ہوسکتا تھا۔ زیادہ تر اعلیٰ ذات کے لوگ زمین کے مالک تھے۔ اس طرح ججمانی نظام انھیں ضرورت کے مطابق مزدور فراہم کرتا تھا۔ آج بھی ملک کے کئی علاقوں میں یہ نظام رائج ہے، حالانکہ گزرتے وقت کے ساتھ اس پر بہت سے اثرات پڑے ہیں جیسے نوآبادیاتی نظام، کاروباری مقابلہ، ترسیل کا بہتر نظام اور بہتر شہری قوانین۔

شمالی ہندوستان میں عہدِ سلطنت اور مغل دور میں کارخانے حکومت کے زیرِ انتظام تھے۔ اس دور کے کئی دوسرے حکمرانوں نے بھی اس طرز کو اپنایا۔

مغل دورِ حکومت کے انحطاط سے شال بنانے، سنگ تراشی، زیور سازی، مینا کاری، نفیس کپڑے بنانے اور مینا طور یعنی فنِ مصوری جیسے ہنروں کے شعبوں کو نقصان پہنچا۔ شاہی خریداروں کی تلاش میں یہ دستکار مغل دربار سے نکل کر راجستھان کی سلطنتوں (خصوصی طور پر جے پور، ادے پور اور جودھ پور)، دکن اور بنگال پہنچے تاکہ معاش حاصل کرسکیں۔ تاہم زیادہ تر تبدیلیاں آبادیاتی نظام کی وجہ سے رونما ہوئی تھیں۔

ہندوستان میں اپنی آمد پہ مغلوں نے محسوس کیا کہ ہندوستان کا دیسی آرٹ اتنا ہی خوبصورت ہے جتنا کہ چین، ایران اور وسط ایشیا کا آرٹ۔ چوں کہ غیرملکی دستکار بہت کم تعداد میں ہندوستان آتے تھے اس لیے مغل حکمراں علاقائی لوگوں کے ہنر پر منحصر تھے جن کی تیار کردہ اشیا نہ تو غیرملکی طرز کی نقل ہوتی تھیں اور نہ ہی محض ہندوستانی نمونوں کی پیروی۔ بہر حال مغل فن میں ہندوستانی عنصر کافی نمایاں ہوتا گیا اور بالخصوص اکبر نے ہندوستانی دستکاری کی سرپرستی کی۔ آئینِ اکبری میں اس بات کا ذکر ہے کہ اکبر کے یہاں ملک کے مختلف گوشوں کے ماہر دستکاروں کی ایک جماعت موجود تھی۔ اکبر خود دستکاروں کی مہارت کا معائنہ کرتے تھے اور اچھے ماہرینِ فن کے مشاہرہ میں اضافہ یا ان کی عزت افزائی کرتے تھے۔ اکبر نہ صرف مخصوص طرز کی زرہ بکتروں اور منقش ہتھیاروں، شاہی نشانات اور مختلف نقش ونگار والے کپڑوں نہ شاہی خاندان کے لیے تیار کرواتے تھے بلکہ انھیں تحائف کے طور پر بھی پیش کرتے تھے۔ کشمیر کی بنی ہوئی شال کی مانگ بہت تھی جبکہ راجستھان اور دلّی کے جوہری شاہی زیورات تیار کرتے تھے۔

© NCERT not to be republished

5۔ بتائیے کہ آپ اپنے اسکول کے لیے ایک میوزیم گوشہ کیسے بنائیں گے؟

6۔ اپنے اس خیال کی وضاحت کیجیے کہ ہر صوبہ میں ایک دستکاری میوزیم ہونا چاہیے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی بتائیے کہ میوزیم کا مرکز توجہ پورا ہندوستانی تناظر ہو یا پھر ان مقامی دستکاریوں کو مرکز توجہ بنایا جائے جو معدوم ہوتی جا رہی ہیں۔

© NCERT not to be republished